قسط نمبر 2

مولانا انوارالحق صاحب
نائب مہتمم واستاذالحدیث جامعہ حقانیہ

شہیدوں کے خون سے منور سرزمین افغانستان میں چار دن

طے شدہ پروگرام کے مطابق ۲۲ مئی بروز منگل ساتھیوں سمیت یونیورسٹی ٹاؤن میں واقع طالبان کے ہیڈکواٹر ڈیڑھ بجے (۱/۲ ۱) ظہر کو پہنچے۔ دفتر کے مین دروازے پر ہی طالبان کے چاق وچوبند سادہ لباس میں ملبوث محافظین نے استقبال کرنے کے بعد ذمہ دار افراد کو ہمارے آنے کی اطلاع دی۔ حفاظت وسیکورٹی کے پیش نظر ہر داخل ہونے والے شخص کی تلاشی وغیرہ لے کر اندر جانے دیا جاتا ہے، چونکہ گیٹ پر موجود پہرہ دار اور انکے ساتھ موجود دیگر کارکنان میں اکثریت جامعہ حقانیہ کے طلباء کی تھی۔انہوں نے ہمیں دیکھتے ہی دفتر میں داخلے کی رسمی کاروائی کو بھی ضروری نہ سمجھا۔داخل ہوتے ہی نمائندگی کے ذمہ دار مولانا عبدالقدیر حقانی دیگر ساتھیوں کے ہمراہ اپنے دفاتر سے ہمارے استقبال کے لئے باہر نکلے۔ تمام ساتھیوں کا تعارف ان سے کرایا گیا۔ پندرھویں صدی ہجری میں روئے زمین پر قائم ہونے والے اس نوزائدہ خالص اور مکمل اسلامی حکومت کا ہیڈکواٹر یونیورسٹی ٹاؤن پشاور کے بڑے بڑے عالیشان محلات، کوٹھیوں اور بنگلوں کے درمیان ایک چھوٹے سے سادہ مکان میں واقع ہے۔ ظاہربینی اور مادہ پرستی کے اس پرآشوب دور میں معمولی معمولی جماعتیں اور گروپس اپنے دفاتر قیمتی اور پرتعیش بنگلوں اور محلات میں صرف اسلئے قائم کرتے ہیں تاکہ لوگ مرعوب ہوکر متاثر ہوسکیں۔ مگر یہاں تو مقصد اور نصب العین ہی اعلائے کلمۃ اللہ اور رضائے الہیٰ کا حصول ہے۔تو مکان بھی سادہ اور مکین بھی عجزوانکساری اور تواضع وللھیت کے مجسمے۔

دفتر کے تمام کمرے مجاہدین سے بھرے تھے۔ اگر کسی کمرہ میں جہاد کے دوران زخمی ہوکر علاج کے لئے آنے والے طالبان تھے تو کئی کمرے جہاد میں شرکت کے خواہشمند طلباء سے معمور تھے۔ ہر آدمی اپنے اندر ایک عجیب ساجوش وولولہ لیکر اپنے اپنے کام میں مگن تھا۔ ہر ایک چہرے پر طمانیت، جذبہ جہاد اور نورایمان کے آثار نمایاں تھے۔ مہمانوں کو کمرہ میں بٹھاکر مشروب

سے تواضع کرنے کے بعد جلال آباد روانگی کیلئے ایک فلائینگ کوچ کا بندوبست پہلے سے کیا گیا تھا۔ روانگی سے پہلے طالبان نے ہر مہمان کو ایک خصوصی پگڑھی بندھوائی یہی پگڑھی طالبان کی وہ خصوصی اور امتیازی نشانی ہے جو کفر اور کافرانہ نظام کے حامیوں کے لئے خوف ، دہشت اور رعب کی علامت بن چکی ہے۔ یہیں سے جامعہ حقانیہ کے افغانی مدرس مولانا سید احمد شاہ برخوردارم حافظ سلمان الحق سلمہ اور برخوردارم حافظ عرفان الحق سلمہ اور حافظ ارشد علی شاہ بھی قافلہ میں شامل ہوئے۔ قریباً تین بجے ظہر تمام ساتھی فلائینگ کوچ میں بیٹھ کر وہاں پر موجود طالبان اور ان کے بعض رہنما جو مجاہد طلباء کی رخصتی پر معمور تھے کے اجتماعی دعوات کے ساتھ پشاور سے روانہ ہوئے۔ درہ خیبر کے تاریخی راستے کو عبور کرنے کے بعد پاک افغان سرحد طورخم پہونچے۔ وائرلس کے ذریعہ افغان سرحد پر موجود منتظمین اور مجاہد طلباء و پہرہ دینے والوں کو ہمارے آمد کی اطلاع ہو چکی تھی۔ ابھی ہمارے گاڑی کا ڈرائیور جو خود بھی ایک تجربہ کار مجاہد، کئی خطرناک معرکوں میں شرکت کر چکا تھا۔ پاکستانی حکام کے پاس گاڑی کے کاغذات کے اندراج وغیرہ سرکاری امور نمٹانے میں مصروف تھا۔ کہ سرحد پر لگے ہوئے زنجیر کے دوسرے طرف افغان چوکی و سرحد کے ذمہ دار مولوی امام الدین (جو کہ حقانیہ سے فراغت اور تخصص بھی کر چکے تھے) بمع ڈیوٹی پر موجود طلباء کے استقبال کیلئے پاک سرزمین آکر مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ سرحد پار کرنے کے امور میں ڈرائیور سے تعاون کر کے چند منٹ میں فارغ ہو کر افغانستان کی اس سرزمین میں (جو سولہ لاکھ سے زیادہ شہداء کی خون سے رنگین ہو کر اسکے ثمرات اب مکمل اسلامی نظام کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں) داخل ہو گئے پاکستان اور افغانستان اسلامی اخوت اور بھائی چارے کے ایسے لازوال رشتے میں منسلک ہیں کہ اسکی ایک جھلک ہم نے طورخم کے بارڈر پر دیکھی۔ سرحد پر موجود پاکستانی وافغانی حکام آپس میں محبت ، خندہ پیشانی اور تعاون سے ہر مسئلہ حل کر کے " انما المومنون اخوۃ " کا حقیقی مظاہرہ کرتے رہے۔ ایسا نظر ہی نہیں آتا کہ یہ دو مختلف ملکوں کے مختلف حکام ہیں۔ بلکہ ایک ہی جسد اور جسم کے مختلف اعضاء معلوم ہوتے ہیں۔

افغانستان کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی ایک عجیب سا سرور محسوس ہونے لگا جسکا اظہار بزبان قلم ممکن نہیں۔ اسکی وجہ سب ساتھیوں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی یہ خواہش کہ اش اپنی آنکھوں سے کبھی ایسا خطہ دیکھنے کا موقع نصیب ہو جہاں حقیقی اسلام کا نظام ہو۔

بحمدللہ افغانستان کی سرزمین میں داخل ہو کر وہ تمنا پوری ہوتی نظر آئی۔ سرحد کے دونوں طرف

چہل پہل سینکڑوں افغانی اپنے وطن میں داخل ہورہے ہیں بے شمار پاکستان کی طرف آرہے ہیں۔ ہر ایک کے جذبات واحساسات میں اسلامی انقلاب کے آثار وبرکات نمایاں تھے ۔ افغان سرحدی حکام مہمانوں کو اپنے دفتر جو گمرگ یعنی (محصول کی ادائیگی کی جگہ کے نام سے موسوم ہے۔) لے گئے ۔ یہی وہ افغانستان کی سب سے پہلی سرحدی چوکی ہے جو کسی زمانہ میں کمیونسٹوں کی آما جگاہ اور اسلامی نظام کے آرزومند کے لئے خوف ودہشت کا مرکز اور ایک غریب افغانی کے لئے اسمیں داخلہ شجرہ ممنوعہ کی حیثیت رکھتی تھی ۔ طالبان اور اسلامی نظام کے طفیل ایک دینی مرکز کی حیثیت اختیار کر کے داخل ہوتے ہی ہر طرف دیواروں پر قرآنی آیات اور جہاد واسلامی نظام مملکت پر مشتمل آیات و احادیث لکھے ہوئے نظر آتے ہیں، نہ حاکمانہ رعب داب اور نہ جابرانہ جاہ جلال ہر کمرہ میں انتہائی سادگی سے طالبان فرش پر بیٹھ کر اپنے فرائض کے ادائیگی میں منہمک رہ کر عام وخاص سے انتہائی خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ۔

نمازعصر کا وقت داخل ہوچکا تھا اسی گمرگ ہی میں جماعت سے نماز اداکی اور طالبان کے اصرار پر چائے پینے کے بعد مجاہدین اسلام کے مزید کامیابیوں کے لئے دعوات کر کے جلال آباد کی طرف روانہ ہونے کا قصد کیا۔ طورخم سے آگے بین الاقوامی شاہرہ کے ابتدائی دوچار کلومیٹر ٹوٹے ہوئے اور بقیہ جلال آباد تک سڑک افغانستان کے دیگر تباہ حال شاہراہوں کے مقابلہ میں بہتر ہے ۔ یہیں سے ایک حقیقی واسلامی مملکت کے مقدس حصے کا سفر شروع ہوچکا تھا ۔ استاذالحدیث حضرت مولانا سیدشیرعلی شاہ صاحب جو کہ طالبان کے تحریک میں ابتداء سے ان کے ساتھ شامل رہ کر کئی اہم مواقع پر بھی شریک رہے ۔ افغانستان کے حالات طالبان کے جہاد پر عجیب وغریب واقعات اپنے خاص انداز میں سنا کر ہم سب شرکائے سفر کو محظوظ فرماتے رہے ۔ قریباً آدھا سفر کرنے کے بعد صوبہ ننگر ہار کے سرسبزوشاداب اراضی کے قطعات سڑک کے دونوں جانب نظر آنے لگے ۔ گندم کے کٹائی میں ابھی پندرہ بیس دن باقی تھے تاحد نظر گندم کی اعلیٰ فصل جواپنے عروج پر تھی ۔ سبزقالین کی شکل میں چاروں اطراف بچھی ہوئی تھی ۔ معلوم ہوا کہ اس قدر بہترین گندم پہلے اس علاقہ میں کبھی پیدا نہیں ہوئی یہ صرف اور صرف اسلامی نظام کے نفاذہی کا نتیجہ ہے جسکا فائدہ نہ صرف انسانوں کو امن وسکون کی شکل میں ملا بلکہ اسکے اثرات کھیتوں اور باغوں میں بھی ظاہر ہوئے ۔ کچھ دیر سفر کرنے کے بعد زیتون جسے قرآن کریم نے "شجرہ مبارکہ" کے نام سے موسوم فرمایا ہے کے بڑے بڑے باغات کا سلسلہ شروع ہوا ۔ چاروں اطراف قطاردرقطار زیتون کے

سرسبز درخت ایک عجیب منظر کی شکل میں شریعت مطہرہ کے برکات پر گواہی دے رہے تھے جبکہ بعض واقفین حال سے معلوم ہوا کہ کسی زمانہ میں جلال آباد جو صوبہ ننگرہار کا ہیڈکواٹر ہے کئی میل باہر اردگرد کا علاقہ زیتون کے پیداوار کا مرکز رہا، مگر کمیونسٹوں اور ان کے بعد ان کے اعمال پر عمل پیراقوتوں کے ظلم وجبر اور خونریزی کے نتیجہ میں یہ غیرذی عقل قیمتی باغات اور فصل بھی ویرانے کی صورت اختیار کرکے آثار قدیمہ کی شکل اختیار کرچکے تھے۔ کسی زمانہ میں زیتون کے دانوں کو محفوظ کرنے والا بہت بڑا کارخانہ جو کھنڈرات میں تبدیل ہوچکا تھا طالبان نے آمد کے بعد دوبارہ اسکے تباہ شدہ حصوں کی مرمت کر کے اسکو چالو ہونے کے قابل بنادیا تھا۔

ساتھی یہ منظر دیکھنے میں ایسے محو ہوگئے تھے کہ وقت اور سفر کے طول کا پتہ ہی نہ چل سکا اور مغرب کے نماز کا وقت داخل ہوا ارادہ تو یہی تھا کہ صلوۃ مغرب جلال آباد ہی پہونچ کر ادا کریں گے۔ مگر طالبان کے اقتدار میں آنے کے بعد احکام الہیہ کے نفاذ کا ایسا مضبوط سلسلہ شروع ہوچکا ہے کہ نماز کا وقت داخل ہوتے ہی سارا نظام معطل ہوکر تمام لوگ اس اہم فریضہ کے ادائیگی کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں اور وہاں کے ہر شہری کی طبعیت ایسی بن چکی ہے کہ نماز کے وقت کسی دوسرے کام کی تکمیل اسکے لئے ناممکن ہوجاتی ہے۔ وقت داخل ہوتے ہی سڑک کے کنارہ ایک کچی اور چھوٹی سی مسجد کے قریب ہمارے ڈرائیوار نے گاڑی روک دی۔ ہر طرف زیتون کے باغات ان کے درمیان پانی کی نہر جاری تھی، ساتھیوں نے وضو وغیرہ سے فراغت کرکے اس مسجد میں نماز جماعت سے اداکردی، اس دوران سڑک سے گزرنے والے ہر قسم کی ٹرانسپورٹ کی سواریاں رک کر اس جماعت میں شامل ہوتے رہے۔ نماز سے فارغ ہوکر پندرہ بیس منٹ سفرکرنے کے بعد جلال آباد کے حدود شروع ہوئے، اندھیرا چھاجانے کیوجہ سے شہر کے قریب گرد نواح تو واضح نہ ہوسکے مگر نزدیک ہونے پر شہر کی روشنیاں نظر آکر رفقاء کے جوش وخروش اور خوشی میں اضافہ فطری عمل تھا کہ وہ سب عملی اسلامی مملکت کے اولین سرحدی شہر میں داخل ہورہے تھے۔ ہمارے آمد کی اطلاع صوبہ کے گورنر اور ڈپٹی گورنر کو دی گئی تھی اس لئے ہم جلال آباد میں پہونچتے ہی سیدھے صوبہ ننگرہار کے سرکاری مہمان خانہ جسے " میلمستون" کہتے ہیں داخل ہوئے۔ مہمان خانہ کے منتظمین جو تمام کے تمام طلباء تھے ہمیں خوش آمدید کہنے کے بعد کمروں میں آرام کرنے لے گئے کچھ ہی دیر بعد صوبہ کے نائب گورنر مولانا صدراعظم فاضل حقانیہ کو ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ مہمان خانہ پہونچ گئے۔ ان کو عصر سے ہمارے آمد کا انتظار تھا۔ ہمیں اپنے درمیان پاکر بے حد خوش ہوئے۔ کھانے کے انتظام میں خود مصروف ہوئے۔ اس

دوران ان کو اپنے درمیان بٹھا کر افغانستان کی تازہ ترین حالات جسکے جاننے کے لئے ہم سب بے چین تھے ان سے معلوم کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ افغانستان کے وسیع وعریض خطہ پر پھیلے ہوئے مملکت کے چپہ چپہ کے حالات وواقعات انتہائی تفصیل اور وضاحت سے بیان کرنے لگ گئے۔ ان کی باتوں میں ایک تجربہ کار عالم، مجاہد کمانڈر اور مشاق ماہر میدان حرب کے خصوصیات باتم درجہ موجود تھے۔ چونکہ حالات وواقعات وہ پشتو میں سنا رہے تھے اور بعض ساتھی پشتو سے ناواقف تھے ان کو اردو میں سمجھانے کی ذمہ داری یہاں میں نے اپنے ذمہ لی۔ تمام رفقاء ان کے توکل علی اللہ، اعتماد، انداز گفتگو اور سیاسی فہم وفراست سے بے حد متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ گفتگو اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد طالبان نے فرش پر دسترخوان بچھا کر کھانا رکھنے کے بعد دعوت طعام دی۔ کھانے میں بھی وہی شرعی سادگی نہ بے جا اسراف وتکلف اور نہ وہ شاہانہ وحاکمانہ ٹھاٹھ بھاٹھ جو ہمارے جیسے غریب پسماندہ اور اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے حکمرانوں کے ہاں ہر وقت موجود رہتی ہے۔ کھانے کے دوران بھی انہوں نے تحریک طالبان کے اسرار ورموز اور طالبان کے خلاف عالمی سازشوں پر بھرپور روشنی ڈالی۔ اس دوران ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جلال آباد کے گورنر مولانا عبدالکبیر فاضل دارالعلوم حقانیہ ہمارے آمد کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے تین بار مہمان خانہ کی چکر لگاکر غزنی کے والی جناب ملا یار محمد خان کے ساتھ اس وقت کسی دوسرے جگہ بعض اہم مسائل کے سلسلہ میں مصروف گفتگو تھے، ہمارے آمد کی اطلاع پاکر انہوں نے مصروفیات معطل کر کے ہمارے پاس آنے کا فون پر ارادہ ظاہر کیا مگر ہمارے اس اصرار پر کہ آپ کے مسائل ہمارے ملاقات سے اہم اور ہم بھی سفر کے تھکن کیوجہ سے آرام کرنا چاہتے ہیں، کل ملاقات ہوگی۔ ان کو مہمان خانہ آنے سے اس وقت منع کردیا۔ مولانا صدر اعظم بھی جبتک ہم اپنے کمروں وبستروں میں استراحت کیلئے پہونچے نہ تھے خدمت کے لئے موجود رہے۔ ساتھیوں کے بار بار اصرار پر ان کو اپنے معمولات جاری رکھنے کے لئے مہمان خانہ سے رخصت کردیا۔

۲۳ کی صبح بندہ وساتھی نماز کے بعد آرام کے غرض سے لیٹ گئے، قریباً گھنٹہ بعد مولوی احمد شاہ نے آکر مجھے اطلاع دی کہ گورنر مولوی عبدالکبیر حقانی کافی دیر سے مہمان خانہ آکر ملاقات کے انتظار میں کمرہ سے ملحقہ برآمدہ میں تشریف فرماہیں۔ باہر نکل کران سے ملاقات ہوئی۔ دوسال پہلے جامعہ حقانیہ میں دورحدیث کے طالب علمی کے دوران چہرے پر جو سنجیدگی، متانت، خاموشی اور وقار وفہم وتدبر کے اوصاف نمایاں تھے، اتنے اہم صوبہ کے اہم عہدہ پرفائز ہونے کے بعد اسمیں مزید اضافہ ہوچکا تھا۔ اساتذہ کے آمد کو اپنے اور ساتھیوں کیلئے اعزاز سمجھتے ہوئے بار بار شکریہ

ادا کرتے رہے ان دنوں صوبہ ننگرہار سے ملحق صوبہ کنڑمیں بعض شرپسندوں نے علم بغاوت بلند کر کے طالبان کے اسلامی حکومت کو ناکام بنانے کے لئے سراٹھانے کی کوشش کی اس شورش کو ختم کرنے کی ذمہ داری بھی طالبان کے ارباب حل وعقد نے مولانا عبدالکبیر حقانی کے سپرد کردی تھی، صرف یہی نہیں بلکہ جلال آباد پاکستان سے متصل قبائلی علاقہ خیبر ایجنسی سے بھی بعض افغانی انقلاب دشمن قوتوں نے جلال آباد پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی ۔ اتنے اہم محاذوں پر نبرد آزما ہونے کے باوجود مولانا کے چہرے پر کسی قسم کے پریشانی، بے چینی اور اضطراب کے آثار نہ تھے ۔ بلکہ اللہ کے ذات پر کامل اعتماد اور کلمۃ اللہ کی سربلندی کے عزم جیسے محکم عقائد کے اسلحہ سے مسلح ہوکر وہ اور ان کے ساتھی ہر محاذ پر مخالفین کو دندان شکن شکست دینے کے لئے ہر وقت مستعد تھے اور یہی ہوا کہ ہمارے جلال آباد میں چند گھنٹوں کی موجودگی کے دوران اطلاعات موصول ہوئے کہ ہر دو محاذوں پر دشمن خائب وخاسر ہوکر پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہوا ۔ مہمان خانہ ہی میں مولانا کے ساتھ بیٹھ کر چائے وناشتہ کا سلسلہ مکمل ہوا ۔ تمام ساتھی اسی دوران باری باری مولانا سے افغانستان کے جہادی حالات اور تازہ ترین واقعات کے بارے میں سوالات کرتے رہے ۔ وہ نہایت مدلل اور پراعتماد انداز سے ہر ایک کی تسلی وتشفی فرماتے رہے ۔ ابتدائی ملاقات ہی میں بندہ نے ان کو اسی دن کابل روانگی کا بتایا ۔ وہ ماننے کیلئے تیار نہ تھے ۔ کہنے لگے دو تین دن تو میرے ساتھ جلال آباد میں رہ کر اطمینان سے اس ولایت اور اس سے ملحقہ ولایات میں آپ حضرات کو اسلامی نظام کے تنفیذ کی جھلک دکھائی ہے ۔ مگر ہمارے تدریسی وبعض دیگر مصروفیات جیسے اعذار کا سنکر انہوں نے اس شرط پر اس دن کابل روانگی کی اجازت دی کہ میں خود آپ کو لیکر جلال آباد کے تاریخی وجہادی مقامات دکھانے کے بعد ظہرانہ میرے ساتھ تناول کر کے پھر کابل بعد از ظہر جانا ہوگا ۔ ہم نے ان کی تجویز سے اتفاق کرلیا ۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد برادر محترم حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب نے والی سے تخلیہ میں گفتگو کرنے کی خواہش کا اظہار کر کے بندہ حضرت مولانا فضل الرحیم اور مولانا عبدالکبیر صاحب ایک الگ کمرہ میں بیٹھ گئے ۔ افغانستان کے تعمیر نو، تعلیم وتربیت اور بعض دیگر اہم مسائل پر سیر حاصل بحث ہوئی ۔

جلال آباد کے اہم مقامات دیکھنے کیلئے مولانا عبدالکبیر صاحب کی سرپرستی میں نو بجے مہمان خانہ سے روانہ ہوئے ۔ شہر کے درمیان سے نکل کر کچھ اونچائی پر ایسی جگہ گئے جہاں زیر زمین پانی کی وافر مقدار کو جمع کر کے اس سے تمام شہر کو پانی کی سپلائی کی جاتی ہے ۔ مولانا عبدالکبیر نے بتایا کہ طالبان کے جلال آباد کا کنٹرول سنبھالنے سے پہلے یہ نظام بھی بری طرح متاثر ہوچکا تھا ۔

یہاں پر موجود محکمہ آب نوشی کے طالب منتظم نے اس پراجیکٹ کے خصوصیات اور افادیت پر ہمیں تفصیلی بریفنگ دی ۔ یہاں سے فراغت کے بعد درختوں اور باغات کے درمیان گھرے ہوئے ایک ایسے کارخانے کی جانب ہم گئے جہاں پر زیتون اور بعض دیگر پھلوں کو جدید طریقے سے محفوظ اور مختلف شکلوں میں تبدیلی جیسے عمل کے ذریعہ ان کو تادیر قابل استعمال بنایا جاتا ہے ۔ اس کارخانہ کے نزدیک پہلے سے موجود اعلیٰ نسل کے گایوں کا ایک بہت بڑا فارم تھا ۔ افغانستان کی ناگفتہ حالات کی وجہ سے یہ تمام جدید کارآمد منصوبے اپنی افادیت کھوچکے تھے ۔ طالبان نے اپنے آمد کے بعد جہاں پر علاقے کا سکون بحال کردیا وہاں معطل اداروں کو دوبارہ فعّال بنانے کے لئے اپنے محدود وسائل اور بے پناہ مشکلات کے باوجود ہمہ تن توجہ دے کر جہاں ممکن ہوسکا ادارے بحال کردیئے ۔ یہاں سے ذرا دور جاکر ایسے وسیع وعریض علاقہ میں جاپہونچے جو طالبان کی فوجی چھاؤنی تھی ۔ یہاں پر ہر قسم کے ٹینک درست حالت میں دشمن کے ہر قسم کارستانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے صف بستہ کھڑے تھے ۔ اسکو استعمال میں لانے کے لئے درویشانہ لباس میں ملبوس عمامے پہنے ہوئے ٹینکوں کو چلانے والے ماہر طالبان اپنے کمانڈر کے اشارے پر ہر دشمن اسلام پر عقاب کی طرح حملہ آور ہونے کے لئے ٹینکوں کے قریب خیمہ زن تھے ۔ اپنے والی کے حکم پر ایک طالب نے ٹینک کو سٹارٹ کرکے ہمیں اسکے اوپر بیٹھنے کے لئے بلایا ۔ ہم سب ٹینک کے اوپر بیٹھ گئے ۔ جدید جنگی کرتبوں سے واقف ٹینک چلانے والے طالب نے وسیع وعریض میدان میں اس انداز سے ٹینک چلاکر ہم سب کو حیران بلکہ خوفزدہ کردیا ۔ کہ جدید جنگی مشقوں میں ماہر تربیت یافتہ فوجی بھی اس مہارت سے ٹینکوں کو اپنے استعمال میں نہیں لاسکتا ۔ یہ شبہات ووسوسے ختم ہوئے کہ طالبان جن کاکام صرف چٹائیوں پر بیٹھ کر قرآن وحدیث کا سکھنا اور سکھانا ہے ۔ جدید جنگی آلات کو کیسے استعمال میں لاتے ہیں ؟ بلکہ عقیدہ اور بھی مضبوط ہوا ۔ کہ ایک مومن کامل جب اللہ پر پختہ یقین واعتماد کے سہارے اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے دشمن کے مقابلہ میں کمربستہ ہوجائے تو اللہ اپنے وعدہ " ان تنصراللہ ینصرکم " کے مطابق اس کے لئے ٹینک چلانا کیا بلکہ اس سے مشکل ترین آلات حرب کا استعمال بھی سہل فرمادیتا ہے ۔ اس کے بالکل قریب ایک اور فوجی علاقہ تھا ۔ جسکے بارے میں مولوی عبدالکبیر صاحب سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ سویت یونین کے خلاف لڑنے والے سابقہ جہادی قوتوں میں سے ایک حزب کے مجاہدین اور انکے کمانڈر کے زیر کنٹرول ایک قسم کی فوجی چھاؤنی ہے ۔ جنہوں نے طالبان کے جلال آباد آمد کے بعد طالبان کی حمایت کرکے ان کو امن وسکون کی بحالی اور " شریعت مطہرہ " کے نفاذ میں ہر قسم کی تعاون کی نہ صرف زبانی یقین

دہانی کرائی بلکہ اس کا عملی مظاہرہ بھی کیا۔ جس پر ان کو طالبان حکومت کے جاری کردہ احکامات کے اندر رہتے ہوئے اپنی سابقہ حالت پر بحال رکھا گیا۔ یہ دیکھ کر اسلامی نظام سے خائف قوتوں کا یہ پروپیگنڈہ بھی لغو ثابت ہوا کہ طالبان خواہ مخواہ افغانستان میں اقتدار کے دلدادہ اور خون خرابے کے خواہشمند ہیں۔ بلکہ ثابت ہوا کہ طالبان کے اسلامی ایجنڈا کو جن قوتوں، کمانڈروں اور گروپوں نے تسلیم کرکے ان کے ساتھ تعاون کیا۔ طالبان نے ان کو سینے سے لگاکر نہ صرف خوش آمدید کہا بلکہ ان کو شریک اقتدار بھی کردیا۔

اب باری آئی افغانستان کے مفلوک الحال اسلام کے متوالوں اور اسکے نفاذ کے لئے سردھڑکی قربانی دینے کے لیے تیار رعایا کے وسائل اور خزانوں پر عیش کرنے والوں کے عیش کدے دیکھنے کا۔ وقت کی کمی کے باعث صرف ظاہرشاہ کے زمانہ کا والی خانہ یعنی گورنر ہاؤس پہونچے۔ وسیع وعریض اراضی پر پھیلے ہوئے محل کے اردگرد بڑے بڑے لان بنائے گئے۔ اس دور کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک کے ایوان صدر کا اطلاق اگر اس پر کیا جائے مبالغہ نہ ہوگا۔ اصل میں نام ونہاد اسلامی ممالک کے قریباً سبھی عوام کی یہ بدقسمتی ہے کہ ان کے ارباب اقتدار اپنے اسلامی شعائر اور سادگی کو چھوڑنے کے بعد غریب اور پسے ہوئے عوام کے کمائی اور وسائل کواپنے لئے شیرمادر سمجھ کر اس پر عیاشی کرنا اپنا استحقاق سمجھتے ہیں۔ طالبان کا معاملہ بالکل حقیقی شرعی حکومت کے مطابق اوردنیا کے خطے پر پھیلے ہوئے اسلامی ممالک کے ارباب اختیار کے برعکس ہے۔ طالبان نے اس محل کو مقفل رکھ کر امور حکومت چلانے کے لئے ایسے جگہوں کا انتخاب کیا ہے جہاں ہر خاص وعام کی رسائی ممکن ہو۔ جسمیں شاہانہ رعب، بے جا اسراف اور تکبر وافتخار کا شائبہ تک نہ ہو۔ ایسے کئی اور نشانات ومکانات دیکھے جو اپنے سابقہ مکینوں کے عیاشانہ زندگی کے گواہ بن کر آئندہ نسلوں کیلئے سامان عبرت کا نظارہ بنے ہوئے تھے۔ واپس جاتے ہوئے راستہ میں غزنی کے گورنر جناب یار محمدخان صاحب سے جو مولوی عبدالکبیر اور ہمارے ملاقات کے خواہشمند تھے ملاقات ہوئی۔ سارے مہمانوں پر مشتمل یہ قافلہ مہمان خانہ کی طرف روانہ ہوا، وہاں پہونچ کر دوپہر کے کھانے سے فراغت کے بعد مولانا عبدالکبیر سے کابل روانگی کی اجازت مانگ لی۔ دوگاڑیوں کا بندوبست پہلے سے کیا گیا تھا۔ والی صاحب بمع سارے رفقاء ہمیں رخصت کرنے سواریوں تک آئے اور ہم ایک بجہ ظہر ہم کابل روانہ ہوئے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)